کیا۔یاد رہے کہ نواب مذکور امریکہ میں ختم نبوت کے بڑے معاون تھے ان کی دعوت پر وہاں بہت سارے لوگوں نے قادیانیت سے رجوع اور توبہ کیا۔ایک دفعہ عبدالمجید صاحب شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے پاس دو ساتھیوں عبدالغفور اور قاری حسین خان کو بیعت کروانے لائے تو شیخ الحدیثؒ نے بیعت کرنے والے حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ عبدالمجید تو ولی اللہ ہے اس سے بیعت کرنی چاہئے تھی قارئین اس سے مرحوم کی عظمت وکمال معلوم کرسکتے ہیں آج ہم اس دُرّ یکتا سے محروم ہوگئے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کے بارے میں تاثرات: ایک مرتبہ احقر نے آپؒ سے دادا جان کی شخصیت کے بارے میں ان سے پوچھا تو فرمایا کہ وہ صاحب کشف انسان تھے جب ہم ان سے پڑھتے تھے تو ان کی درسگاہ میں یہ ضابطہ تھا کہ دوران درس کوئی سوال نہیں کرسکتا تھا ایک دفعہ میرے دل میں کوئی سوال آیا اور پھر میں نے اپنے دل میں ہی خود سے کہا کہ اگر میں سوال کروں گا تو ضابطہ کی خلاف ورزی ہوگی اور اگر نہ کروں تو درس کے اختتام پر بھول جاوں گا اس پر شیخ الحدیثؒ نے اسی وقت میری طرف دوران درس متوجہ ہوکر کہا کہ عبدالمجید اس ضابطہ سے مستثنیٰ ہے۔فرمایا کہ ایک دفعہ کھیرے کی کئی بوریاں کوئی زمیندار شیخ الحدیث کے پاس ہدیۃً لایا تھا تو میرے دل میں آیا کہ ایک بوری مجھے بھی مل جائے تو گھر لے جاؤں گا لیکن اس بات کا اظہار حیاء کی وجہ سے مشکل تھا لہٰذا بادل نخواستہ اجازت لیکر جب دروزاہ تک پہنچا تو مولانا صاحب نے مجھے واپس بلاکر کہا کہ اگر ایک بوری تم لے جاؤ تو خوب ہوگا۔جب شیخ الحدیثؒ حیات شیر پاؤ ہسپتال میں مرض وفات کے دوران داخل تھے تو عبدالمجید صاحب نے آپ سے کسی مسئلہ کے بارہ میں استفسار فرمایا جس پر انہوں نے فرمایا کہ رائی العلیل علیل ''یعنی بیمار کی رائے بھی بیمار وکمزور ہوتی ہے۔'' ملاقات کے اختتام پر اجازت لیتے وقت خلاف عادت مصافحہ کے دوران انہوں نے میرے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دیر تک روکے رکھے جس سے معلوم ہوا کہ شیخ الحدیثؒ کا دنیا سے چل چلاؤ کا وقت آگیا ہے میں نے (عبدالمجید) اسی وقت اپنے ساتھیوں سے کہا کہ شیخ الحدیثؒ نے مجھ سے ہمیشگی کی رخصت لے لی۔

لواحقین: افسوس مولانا عبدالمجید صاحب بھی آج ہم سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہوچکے ہیں۔عمر کے آخری ایام میں کتاب کا مطالعہ کرتے وقت اکثر یہ شعر زبان پہ رجاری رہتا۔

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ماهمچناں دراول وصف تو مانده ایم

آپ کے لواحقین میں تین بیٹے جناب عبدالحلیم، جناب عبداللطیف، جناب عبدالرشید،اور تین بیٹیاں ہیں۔

حضرت مولانا محمد اکبر حقانیؒ عرف گنڈھیری مولانا صاحبؒ

گزشتہ کئی ماہ سے علمی دنیا گردش دوراں میں ہے، بلا تعطل ہر ہفتہ دس روز میں کوئی نہ کوئی عظیم علمی وروحانی سپوت رخت سفر باندھ کر اہل اسلام کو داغ فراق دے رہا ہے حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے علامات قیامت میں گردانا ہے اللہ تعالیٰ امت کے حال پر رحم فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی ضمن میں ۲۴ فروری ۲۰۱۶ء بروز بدھ دارالعلوم حقانیہ کے ابتدائی دور کے ایک فاضل مولانا محمد اکبر صاحبؒ کی رحلت سے حقانی برادری کو کوہ غم کا سامنا کرنا پڑا فلنصبر ولنحتسب اللھم وسع مدخلہ وبرد مضجعہ آپ نے پوری زندگی دین کی تبلیغ، نشر واشاعت اور قال اللہ وقال الرسول ﷺ میں بسر کی۔ مادر علمی سے آخر عمر تک اپنی وابستگی نبھاتے رہے دارالعلوم کے ابتدائی دور میں چارسدہ کے مختلف علاقوں میں اس کا تعارف اور صاحب ثروت لوگوں سے چندہ کے حصول میں بھی بھرپور خدمات انجام دیئے۔

ولادت، تعلیم، فراغت اور دینی خدمات: آپ تحصیل تنگی کے امیر آباد نامی دیہات میں الف نور صاحب کے ہاں پیدا ہوئے قومیت کے اعتبار سے اخوندزادہ خنک تھے پانچویں جماعت تک عصری تعلیم پانے کے بعد ان کے والد نے دینی تعلیم کے حصول کے لئے سہارنپور کے معروف مدرسہ مظاہر العلوم بھیجا جہاں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ اور دیگر اساطین علم کی تربیت میں رہنے کی سعادت حاصل کی، اس مدرسہ میں آپ کا نام مولانا الیاسؒ اور مولانا زکریاؒ نے ''اکبر نور'' کے بجائے محمد اکبر قرار دیا۔ بعد ازاں دارالعلوم دیوبند داخلہ لیا تقسیم ہند تک وہاں پڑھنے کے بعد پھر دارالعلوم حقانیہ کے قیام پر اکوڑہ خنک پہنچ گئے ۱۹۵۲ء میں فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت حاصل کی آپ فرماتے تھے کہ جب مولانا احتشام الحق تھانوی میری دستار بندی فرمارہے تھے تو شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے انہیں فرمایا کہ یہ ہمارا چھوٹا شاگرد ہے اس کے لئے دعا کیجئے جس پر تھانوی صاحب نے فرمایا کہ چھوٹا تو ہے مگر کھوٹا تو نہیں۔ آپ نے فراغت کے بعد تیرہ برس گل آباد کی مسجد، تیئس برس پیپل مسجد اور دس سال تک محلہ اردگان کی مسجد میں امامت کے فرائض کیساتھ ساتھ درس وتدریس جاری رکھی۔ دارلعلوم ترنگ زئی میں بھی ایک عرصہ مصروف درس رہے، غرض پوری عمر دین کے نشر واشاعت میں صرف کی گزشتہ ایک سال سے علالت کی وجہ سے درس وتدریس موقوف ہوگئی تھی اس سے قبل مسلسل دینی تعلیم کی خدمت میں مصروف عمل رہے۔ قومی تنازعات، خانگی جھگڑوں میں ہمیشہ تصفیہ اور مصلحانہ کردار کی وجہ سے علاقہ بھر میں نمایاں مقام کے حامل رہے، سادگی اور تواضع کی بنیاد پر آخر عمر تک سائیکل ہی پر سواری کو ترجیح دیتے رہے۔